معارف القرآن کا خصوصی مطالعہ

شاکر حسین خان ☆

کچھوچھا (ضلع فیض آباد، بھارت) سے تعلق رکھنے والے سید محمد اشرف جیلانی (م ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۱ء) کا شمار برصغیر پاک و ہند کے اکابر علمائے اسلام میں ہوتا ہے، انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے بھرپور جدوجہد کی، تحریک پاکستان سے قیام پاکستان تک ان کی خدمات قابل تحسین ہیں، انہوں نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے بدایوں، بریلی، بنارس اور مرادآباد اور دیگر علاقوں کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا، ان کی سیاسی جماعت کا نام "سنی کانفرنس" تھا جس کے وہ صدر رہے، قیام پاکستان کے بعد اس سیاسی مذہبی جماعت کا نام "جمعیت علمائے پاکستان" رکھ دیا گیا اور اس کا مرکزی صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد کو بنایا گیا، اس طرح بھارت میں سنی کانفرنس عملاً ختم ہوگئی۔[1]

جیلانی صاحب نے ۲۸ برس کی جدوجہد سے قرآن کریم کا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ "معارف القرآن" کے نام سے کیا جس کی تکمیل ۶/ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ کو ہوئی۔ یہ ترجمہ غالباً پہلی بار شوکت آفیسٹ پریس احمد آباد (بھارت) نے شائع کیا۔[2]

اردو زبان میں ہونے والے تراجم قرآن پر ہونے والی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی نے ۱۱۸۵ھ / ۷۲-۱۷۷۱ء میں "پارہ عم" کی تفسیر اردو میں لکھی۔[3] جو تفسیر مرادیہ کے نام سے مشہور ہے اور اردو میں قرآن کی اولین تفسیر سمجھی جاتی ہے۔ ان کے بعد اردو زبان میں پہلا مکمل لفظی ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی نے ۱۲۰۰ھ / ۱۷۸۵ء یا اس سے قبل کیا اور قرآن مجید کا پہلا تشریحی ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی نے ۱۲۰۵ھ / ۹۱-۱۷۹۰ء میں مکمل کیا۔[4] اس طرح برصغیر میں قرآن کریم کے اردو ترجموں کا آغاز ہوا اور اب تک قرآن کریم کے متعدد اردو تراجم ہو چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تراجم منظر عام پر آئے اور بعض گمنامی کے باعث ضائع ہو گئے یا پھر خستہ حالت میں مختلف کتب خانوں میں ہیں۔ منظر عام پر آنے والے تراجم میں سے ایک سید محمد اشرف جیلانی کا ترجمہ قرآن معارف القرآن ہے۔

☆ ڈاکٹر شاکر حسین خان، وزٹنگ فیکلٹی، شعبہ علوم اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

راقم کے سامنے معارف القرآن کا جونسخہ ہے وہ ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہور کا مطبوعہ ہے جس کی اشاعت گلوبل اسلامک مشن امریکہ کے تعاون سے جولائی ۲۰۰۲ء میں کی گئی۔ اس مطبوعہ پر مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی تقریظ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کی تقدیم اور پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج (متوفی ستمبر۲۰۱۴ء) کا تحقیقی مقالہ ''محاسن معارف القرآن'' بھی شامل ہے۔

معارف القرآن کا مختلف اردو تراجم کے تقابل سے قبل یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ مترجم فرشتہ یا نبی نہیں جس سے خطا نہ ہو۔ اہل سنن کے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں صرف انبیاء اور ملائکہ معصوم ہیں، وہ انسان جو غیر نبی ہیں ان سے خطا ہوسکتی ہے۔ جہاں تک بات ترجمہ قرآن کے صحیح وغیر صحیح ہونے کی ہے تو ہر مترجم اپنی جانب سے تو یہی کوشش کرتا ہے کہ ایک اچھا ترجمہ کرے لیکن تقاضائے بشریت، اس سے خطا ہو جاتی ہے اس لئے کسی مترجم کو قصور وار ٹھہرانا مناسب نہیں۔ ہمیں مترجمین سے حسن ظن رکھنا چاہئے اور بدگمانی سے بچنا چاہئے (یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ الحجرات:۱۲)۔

مسلمانوں کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ ''مجتہد کے لئے اس کے صحیح اجتہاد پر دو نیکیاں اور اجتہاد میں خطا کی صورت میں ایک نیکی ہے''، علامہ فیض احمد اویسی رقم طراز ہیں ''مجتہد سے خطا پر مواخذہ نہیں بلکہ اسے اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے'' اس قاعدے کی سند حدیث مرفوع ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ حاکم جب غور وفکر سے فیصلہ کرے تو اگر اس کا اجتہاد غلط ہے تو اس کے لئے ایک اجر ہے، یہ حدیث بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے اور بخاری نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے۔ ''دو اجر اجتہاد اور ٹھیک فیصلہ پر ہیں اور ایک اجر صرف اجتہاد پر۔''[۵] کیونکہ مجتہد اجتہاد کے لئے جہد کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کا ترجمہ کرنا بھی ایک جہد ہے اور یقیناً اس جہد پر بھی نیکیاں ہیں، اس لئے کسی مسلمان مترجم کی تکفیر کرنا مناسب نہیں ورنہ! تمام مترجمین ایک ہی صف میں کھڑے نظر آئیں گے۔ کیوں کہ اکثر مترجمین قرآن نے کسی نہ کسی آیت یا لفظ کا ترجمہ غیر درست کیا ہے۔ اگر کہیں قرآن کریم میں کوئی اصطلاح لغوی طور پر استعمال ہوئی ہے تو اس کا اصطلاحی ترجمہ کردیا گیا اور کہیں کوئی لفظ اصطلاحی طور پر استعمال ہوا تو اس کے لغوی معنی مراد لے لیے گئے۔

جہاں تک یہ سوال کہ جیلانی صاحب صحیح ترجمہ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے اس کا جواب ہمیں معارف القرآن کے خصوصی مطالعے سے معلوم ہوگا، راقم نے معارف القرآن کے ترجمے کا دیگر اردو تراجم کے ساتھ چند آیات کا تقابل کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ایاک نعبدو ایاک نستعین. (الفاتحہ:۴)

آیت مذکورہ کے چند تراجم ملاحظہ ہوں:

''(اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' (فتح محمد جالندھری)

''ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں۔'' (اشرف علی تھانوی)

''تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔'' (محمود الحسن دیوبندی)

''ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔'' (احمد رضا خان بریلوی)

مندرجہ بالا تراجم میں غیر سے مدد مانگنے کی مکمل طور پر نفی موجود ہے۔ آیت مذکورہ شرک کے تابوت میں آخری کیل ہے، بیشک ہمارا حقیقی آقا و مولا اللہ تعالیٰ ہے وہی ہمارا حقیقی یاور و مددگار ہے، وہی ہمارا داتا وہی ہمارا کارساز ہے اس کی مرضی کے بغیر کوئی کسی کو کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصائص سے ملائکہ، جن وانس کو نوازا ہے وہ سب خصائص و صفات مخلوقات کے ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ ایک انسان کا دوسرے انسان سے واسطہ پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی شے کا کسی شخص کو مجازی طور پر مالک بنادیا ہے وہ چیز جس کا انسان مجازی طور پر مالک ہے اس سے وہ چیز مانگنا جائز ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رقم طراز ہیں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ ورحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے"۔ ۶

مفتی محمد شفیع (بانی دارالعلوم کورنگی کراچی) آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں " مسئلہ کسی سے مدد مانگنے کا ذرا تشریح طلب ہے کیوں کہ ایک مدد تو مادی اسباب کے ماتحت ہر انسان دوسرے انسان سے لیتا ہے اس کے بغیر اس دنیا کا نظام چل ہی نہیں سکتا، صنعت کار اپنی صنعت کے ذریعہ ساری مخلوق کی خدمت کرتا ہے، مزدور، معمار، بڑھئی، لوہار سب مخلوق کی مدد میں لگے ہوئے ہیں اور ہر شخص ان سے مدد لینے، مانگنے پر مجبور ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کسی دین اور شریعت میں ممنوع نہیں۔ ۷

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا:

قال من انصاری الیٰ اللہ (آل عمران:۵۲) یعنی [فرمایا کون ہے میرا مددگار اللہ تعالیٰ کی طرف۔]

اللہ تعالیٰ نے جناب رسول کریم ﷺ کے لئے فرمایا:

فان اللہ ہو مولہ و جبریل و صالح المومنین (التحریم:۴) یعنی [اللہ تعالیٰ مددگار ہے اپنے رسول کا اور جبریل مددگار اور نیک ایمان والے مددگار ہیں۔]

اسلام کا قانون ہے کہ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کی جائے، جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے فریاد کرنے والے کی مدد کی، اس واقعہ کو قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے۔

فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ . (القصص:۱۵) یعنی [فریاد کی ان سے جوان کی جماعت کا تھا اس پر جوان کا دشمن تھا گھونسا مارا اسے موسیٰ نے تو قضا آگئی اس کی۔]

اس تناظر میں جیلانی صاحب کا ترجمہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔

" تجھی کو ہم پوجیں اور تیری ہی مدد چاہیں"

تمام مترجمین نے ترجمہ کیا تجھ سے مدد چاہیں۔ جبکہ جیلانی صاحب نے ترجمہ کیا تیری ہی مدد چاہیں۔ خواہ وہ بطور جہاد ہو یا صلوٰۃ و صبر یا صاحب استطاعت سے وہ سب مدد اللہ ہی کی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے۔

اردو تراجم کے تقابل کے لئے آیت ملاحظہ کیجئے:

"انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر و مااهل به لغیر الله. (البقرہ:۱۷۳)

مختلف تراجم یہ ہیں۔

''اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کردیا ہے۔'' (مولانا فتح محمد جالندھری)

''اس نے تو تم پر یہی حرام کیا ہے۔ مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا۔'' (مولانا محمود الحسن دیوبندی)

''اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح انکے سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو۔'' (مولانا اشرف علی تھانوی)

آیت مذکورہ کے الفاظ و مااهل به لغیر الله کا ترجمہ اکثر مترجمین نے جو کیا ہے اس سے یہی مفہوم نکلتا ہے کہ جس جانور پر اللہ کے سوا کسی غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے۔ پیش کئے گئے تراجم سے صحیح مفہوم واضح نہیں ہوتا اور معنی مبہم ہیں۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ ازہری آیت مذکورہ کے تحت رقم طراز ہیں کہ تمام مفسرین کرام نے اس آیت کا یہی معنی بیان فرمایا ہے۔ میں امام جصاص کی عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ ولاخلاف بین المسلمین ان المرادبه الذبیحة اذا اهل بها لغیر الله عند الذبح ۔ یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ [۸] یعنی عین جانور ذبح کرتے وقت اس کے گلے میں چھری پھیرتے ہوئے غیر اللہ کا نام لیا جائے کسی بت کا نام لے کر کہا جائے باسم الات والعزی تو جانور حرام ہو جائے گا۔

سید محمد اشرف جیلانی کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

''اور بس یہی حرام فرمادیا ہے تم پر مردار کو اور خون کو اور سور کے گوشت کو اور اس جانور کو جو ذبح کیا گیا غیر خدا کا نام لیتے ہوئے۔''

اردو تراجم کے تقابل کے لیے تیسری آیت ملاحظہ کیجیے:

واذ قال ابراهیم لابیه از اتتخذاصناماالهة. (الانعام:۷۴)

آیت مذکورہ کے چند اردو تراجم ملاحظہ ہوں۔

''اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا تم کیا بتوں کو معبود بناتے ہو۔'' (مولانا فتح محمد جالندھری)

''اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے فرمایا کیا تو بتوں کو معبود

قرار دیتا ہے؟" (مولانا اشرف علی تھانوی)

"اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے پانے باپ آذر کوتو کیا مانتا ہے بتوں کو خدا۔" (مولانا محمود الحسن دیوبندی)

"اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو۔" (مولانا احمد رضا خان بریلوی)

ان تمام مترجمین نے "ابیہ" کا ترجمہ "اس کا باپ" کیا ہے اور باپ یعنی والد وہ شخص ہوتا ہے جو صاحب اولاد ہو جس کے نطقہ سے بچہ پیدا ہوا ہو وہ شخص والد اور وہ بچہ ولد کہلاتا ہے۔ عربی لغت میں والد حقیقی باپ کو کہتے ہیں جس کے نطقہ سے بچہ پیدا ہوا ہو صرف وہی والد کہلاتا ہے۔ البتہ پالنے والے اور سرپرستی کرنے والے کو اب اور رب کہا جاتا ہے۔ البتہ اب ہر بزرگ کو کہتے ہیں خواہ وہ والد ہو یا چچا یا سرپرست وغیرہ۔ مولانا عبدالرشید نعمانی رقم طراز ہیں "اب باپ کو اور ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ایجاد یا ظہور یا اصلاح کا سبب ہو۔" ۹

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری آیت مذکورہ کی تفسیر میں علامہ آلوسی بغدادی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک جم غفیر کی رائے یہ ہے کہ آذر حضرت ابراہیم کے والد نہ تھے کیوں کہ حضور علیہ السلاۃ والسلام کے آباؤ اجداد میں کوئی بھی کافر نہ تھا۔ حضور کا ارشاد ہے۔ "هم ازل انقل من املاب الطاهرين الى ارحام الطاهدات والمشركون نجس." یعنی میں ابتدا سے آخر تک پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا ہوں اور مشرک نجس ہیں۔

اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں کہ امام رازی کا یہ کہنا ہے کہ شیعہ کا مذہب ہے درست نہیں امام رازی نے اچھی طرح چھان بین نہیں کی اس لئے یہ غلطی ہوگئی۔ علماء اہل سنت کی اکثریت کا یہ قول ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے چچا کا نام ہے اور "اب" کا لفظ چچا کے معنی میں عام استعمال ہوتا ہے۔ اپنے اس مسلک کی تائید میں علامہ آلوسی نے کئی آثار نقل کیے ہیں۔ ۱۰

مولانا احمد رضا خان بریلوی رقم طراز ہیں "اہل تواریخ واہل کتابین (یہود و نصاریٰ) کا اجماع ہے کہ آذر باپ نہ تھا سیدنا خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔" ۱۱

اتفاق دیکھئے ان دونوں بزرگوں نے آیت مذکورہ میں "لابیہ" کا ترجمہ باپ کیا ہے جوان بزرگوں یعنی اعلیٰ حضرت بریلوی اور پیر صاحب دونوں کے مسلک کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں آذر کے لئے "اب" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے والد کی نہیں لیکن ابوالحسن علی الحسنی الندوی نے اپنی عربی تصنیف قصص النبیین میں آذر کے لئے "اب" کے بجائے والد کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ ۱۲ جو کہ آذر کے حوالے سے غیر صحیح اور غیر قرآنی ہے۔

قرآن کریم کی مختلف آیات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں تھے بلکہ پالن ہار تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پالن ہار آذر سے فرمایا تھا کہ تم بتوں کو معبود بناتے ہو بے شک میری رائے میں تم اور تمہاری قوم کھلی گمراہی میں ہے۔ ۱۳ پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آذر اور اپنی قوم سے فرمایا۔ قرآن کریم نے ان کی گفتگو کو بیان کیا ہے قرآنی آیت ملاحظہ کیجئے۔

واذقال ابراهيم لابيه وقومه انى برآء مماتعبدون . (الزخرف:۲۶) یعنی [اور جب ابراہیم نے

اپنے پالن ہار اور اپنی قوم سے کہ بلاشبہ میں بیزار ہوں اس سے جسے تم لوگ پوجتے ہو۔]

سیدنا ابراہیم علیہ اسلام نے آذر سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمھارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کروں گا۔ اس بات کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

الاقول ابراھیم لابیہ لاستغفرن لک (الممتحنہ:۴)

''مگر ابراہیم کی ایک بات اپنے بابا سے کہ استغفار کروں گا تمہارے لئے۔'' (ترجمہ سید کچھوچھوی)

اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی لیکن آذر اللہ تعالیٰ کا دشمن تھا اس لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام، آذر سے بیزار ہو کر الگ ہو گئے جیسا کہ سورۃ توبہ میں ارشاد ہوا۔

وماکان استغفار ابراھیم لابیہ الاعن موعدۃ عدھا ایاہ فلماتبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ. (التوبہ:۱۱۴)

[اور نہ تھی دعائے مغفرت ابراہیم کی اپنے پالنہار کے لیئے مگر ایک وعدہ کی بنا پر جو خاص طور سے اس سے کہا تھا پھر جب انہیں ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو ہٹ گئے اس سے۔]

اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام آذر سے الگ ہو گئے، آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ ہوا۔ ہجرت فرمائی۔ شادیاں کیں، صاحب اولاد ہوئے اور جب سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہو گئے تو تب کعبۃ اللہ کی تعمیر کی اور اپنے حقیقی والدین کے لیئے دعائے مغفرت کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قرآن کریم میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب. (ابراہیم:۴۱)

[اے ہمارے پالن ہار مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور میرے ماننے والوں کو جس دن قائم ہو حساب۔] (ترجمہ سید محمد کچھوچھوی)

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ آذر ابراہیم کے والد نہیں بلکہ ''اب'' یعنی چچا تھے انہوں نے بچپن میں ابراہیم علیہ السلام کی پرورش کی تھی۔ قرآن کریم میں آذر کے لئے والد نہیں بلکہ ''اب'' کی اصطلاح استعمال کی ہے لیکن ہمارے مترجمین نے ''اب'' کا ترجمہ باپ کیا ہے اور باپ (حقیقی) والد کو کہتے ہیں۔ اس پس منظر میں سید صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

''اور جب کہ کہا ابراہیم نے اپنے بابا آذر کو کہ کیا بناتے ہو بتوں کو معبود بے شک میری رائے میں تم اور تمھاری قوم کھلی گمراہی میں ہے۔'' (سید محمد اشرف الجیلانی کچھوچھوی)

"اب" کا ترجمہ بابا ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کیوں کہ اردو زبان میں بابا، باپ، والد، پتا، دادا، درویش، فقیر بزرگ اور پیار سے بچوں کو بھی اس لفظ سے مخاطب کرتے ہیں چھوٹے بچے اپنے بڑوں کو بابا جان کہتے ہیں۔ ہمارے شہر کراچی میں باپ کے بڑے بھائی کو تایا ابو اور بڑے ابو یا بڑے ابا کہا جاتا ہے۔ عرب میں اب یا ابو کا لفظ عام ہے صحابی رسول کا لقب ابوھریرہ اس لئے ہوا کہ وہ بلیوں کے شوقین تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ابوھریرہ کے لقب سے نوازا اس نیت سے ابو ھریرہ کے معنی ہوئے "بلیوں والے" نہ کہ بلیوں کے باپ۔ اسی طرح سیدنا علی مرتضیٰ کا لقب بوتراب یعنی "مٹی والے" ہے۔

قرآن کریم میں آذر کے لئے استعمال ہونے والی اصطلاح (اب) کا ترجمہ "بابا" ہی زیادہ مناسب اور بہتر معلوم ہوتا ہے۔

اردو تراجم کے تقابل کے لیے چوتھی آیت ملاحظہ کیجیے۔

ووجدک ضآ لافھدی. (الضحیٰ:۷)

آیت مذکورہ میں لفظ ''ضال'' توجہ طلب ہے اس لفظ کے خصوصی حوالے کے ساتھ آیت مذکورہ کے چند تراجم ملاحظہ کریں۔

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی۔'' (محمود الحسن دیوبندی)

''اور اللہ تعالیٰ نے آپکو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپکو شریعت) کا راستہ بتایا۔'' (اشرف علی تھانوی)

پیش کیے گئے آیت مذکورہ کے ان تراجم سے یہی مفہوم واضح ہوتا ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ وحی الٰہی کے نزول سے قبل گمراہ یا بے راہ تھے۔ (معاذ اللہ)۔ ضلال کے معنی صرف گمراہی یا بھٹکنا نہیں ہوتے بلکہ اس کے معنی گم اور مغلوب ہونے کے بھی ہیں۔ ''عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ ضل الماء فی اللبن۔ یعنی پانی اتنا مغلوب ہوا کہ دودھ میں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا'' [۴۱] قرآن کریم میں جناب یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا۔

ان ابانا لفی ضلال مبین (یوسف:۸) ترجمہ [یقیناً ہمارے والدین ان کی محبت میں مغلوب ہیں۔]

سید صاحب کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

''اور پایا تمہیں متوالا تو اپنی راہ دے دی۔'' (سید کچھوچھوی)

سید صاحب نے ''ضال'' کا ترجمہ متوالا کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں گم۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مغلوب، اللہ کی محبت میں خود رفتہ ہو سکتا ہے۔ سید صاحب نے اپنے استاد فاضل بریلوی کے ترجمہ سے متاثر ہو کر متوالا ترجمہ کیا ہے۔ کیوں کہ فاضل بریلوی نے ''ضال'' کا ترجمہ ''اپنی محبت میں خود رفتہ پایا'' کیا ہے۔ قرآن کریم کے ترجمے میں سید صاحب بعض مقامات پر تو منفرد نظر آتے ہیں اور اکثر مقامات پر دیگر مترجمین کے ساتھ یا قریب نظر آتے ہیں۔ سید صاحب نے بعض مقامات پر اپنے استاد فاضل بریلوی کے ترجمے کے مشابہ ترجمہ کیا ہے۔ جیسا کہ پچھلی آیت میں ملاحظہ کیا۔ سید صاحب نے "ضال" کا ترجمہ "متوالا" اور فاضل بریلوی نے "محبت میں خود رفتہ" کیا ہے۔ اسی طرح کی مثالیں اور ملاحظہ ہوں۔

اھدنا الصراط المستقیم (الفاتحہ:۵)

ترجمہ: ''ہم کو سیدھا راستہ چلا'' (فاضل بریلوی)

''چلا ہم کو راستہ سیدھا'' (سید کچھوچھوی)

ذلک الکتب (البقرہ:۲)

ترجمہ: ''وہ بلند رتبہ کتاب'' (فاضل بریلوی)

''وہ کتاب'' (سید کچھوچھوی)

وما اهل به لغیر الله (البقرہ:۱۷۳)

ترجمہ: ''وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔'' (فاضل بریلوی)

''اور اس جانور کو جو ذبح کیا گیا غیر خدا کا نام لیتے ہوئے۔'' (سید کچھوچھوی)

تقاتلو نھم اویسلمون. (فتح:۱۶)

ترجمہ: ''ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔'' (فاضل بریلوی)

''جہاد کرو ان سے یا وہ مسلمان ہو جائیں۔'' (سید کچھوچھوی)

آخر الذکر آیت (سورہ فتح:۱۶) میں اکثر اردو مترجمین کی طرح مسلمون کا ترجمہ ''مسلمان ہو جائیں'' کیا گیا ہے یعنی اصطلاحی ترجمہ کر دیا گیا حالانکہ اس مقام پر ''مسلمون'' لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور اردو مترجمین میں اشرف علی تھانوی، سید ابوالاعلیٰ مودودی اور پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس کے لغوی معنی کیے ہیں ۱۵۔ کچھ کمی و بیشی کے باوجود جیلانی صاحب کا ترجمہ ایک اچھا اور کلاسیکل (*classical*) ترجمہ ہے۔ ان کا ترجمہ قرآن متعدد خوبیوں سے مالا مال ہے اس کا اعتراف ان کے استاد محترم مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی نے بھی کیا ہے، جیلانی صاحب محدث بریلوی کے خلیفہ و شاگرد تھے، پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رقم طراز ہیں۔ آپ سے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔ ''شہزادے اردو میں قرآن لکھ رہے ہو؟'' ۱۶

سید محمد اشرف الجیلانی کچھوچھوی کے ترجمہ قرآن "معارف القرآن" کے خصوصی مطالعہ سے اس بات کی وضاحت ہوئی کہ قرآن کریم کے اردو تراجم کے آغاز سے عصر حاضر تک متعدد تراجم ہوئے مکمل طور پر کوئی بھی ترجمہ قرآن کریم کے اصلی عربی متن کا نعم البدل نہیں، ہر مترجم نے بڑی محنت، عقیدت اور سوچ بچار سے قرآن کریم کا اردو ترجمہ کیا۔ ہر ترجمہ مختلف مقامات پر دوسرے ترجمے سے مختلف نظر آتا ہے۔ اسی طرح سید صاحب کا ترجمہ معارف القرآن بعض مقامات پر دیگر تراجم سے منفرد ہے۔ اس لحاظ سے ان کے ترجمہ قرآن کو ایک اچھا اور کلاسیکل (*Classical*) ترجمہ قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن کسی بھی قرآن کریم کے ترجمے کو الہامی ترجمہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ کئی مقامات قرآن ایسے ہیں جو اب بھی اپنے حقیقی ترجمہ ہونے سے رہ گئے ہیں۔ انشاء اللہ آنے والے وقت میں اور بھی قرآنی تراجم منظر عام پر آئیں گے اور انسان قرآنی مفاہیم سے آشنا ہوگا۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ نعیمی، غلام معین الدین، حیات صدر الافاضل (لاہور: نومبر ۲۰۰۰ء) ص ۱۹۳-۱۹۷۔

۲۔ تقدیم (از مسعود احمد) معارف القرآن (لاہور/کراچی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز) ص ۱۰۔

۳۔ جالبی، جمیل، تاریخ ادب اردو (لاہور: مجلس ترقی ادب) جلد دوم، حصہ دوم، ص ۹۸۴۔

۴۔ ایضاً، ص ۱۰۵۳۔

۵۔ اویسی، فیض احمد،محمد، الرفاهیه فی الناهیه عن زم امیر معاویه (بھاولپور: مکتبہ اویسیہ رضویہ، س۔ن) ص ۵۲۔

۶۔ عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، (لاہور: پاک کمپنی) حاشیہ آیت مذکورہ۔

۷۔ محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: ادارہ المعارف، ۲۰۰۲ء) جلد اول، ص ۹۹۔

۸۔ محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء) جلد اول، ص ۱۱۶۔

۹۔ نعمانی، عبدالرشید، محمد، لغات القرآن (کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۹۴ء) جلد اول، ص ۲۔

۱۰۔ تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، ص ۵۷۲۔

۱۱۔ بریلوی، احمد رضا خان، شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (لاہور: بزم عاشقانِ مصطفیٰ، ۱۹۹۵ء) ص ۲۱۔

۱۲۔ ندوی، علی حسنی، ابوالحسن، قصص النبیین، (کراچی: مجلس نشریات اسلام) الجز اول، ص ۷، ۸، ۹۔

۱۳۔ الانعام: ۷۴ مکمل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۔ لغات القرآن، جلد چہارم، ص ۶۵۔

۱۵۔ مزید تفصیل کے لیے مطالعہ کیجیے محمد شکیل اوج کا تحقیقی مقالہ بعنوان ''اسلام کی عالمگیری اور تصور جہاد''، مشمولہ سہ ماہی التفسیر، کراچی، جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء، ص ۳ تا ۱۶۔

۱۶۔ معارف القرآن، ص ۸ (تقدیم)۔

العقد الفرید شائع ہوگئی ہے

اُندلس کے معروف مورخ ابن عبدربہ (م ۹۷۰ء) کی سب سے اہم تالیف العقد الفرید کا انتخاب ادارۂ قرطاس کی جانب سے شائع کیا جاچکا ہے۔ اصل کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں سے تاریخی موضوعات کا انتخاب ایک جلد میں شائع کیا گیا ہے۔

ترجمہ:

محمد ظہیر الدین بھٹی

نظر ثانی وتہذیب:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

صفحات: ۶۷۷ قیمت: -/۸۰۰ روپے طبع اول ۲۰۱۴ء

ISBN: 978-969-9640-05-6